برصغیر پاک و ہند میں تفسیر نگاری
مختصر تاریخ

جمیل نقوی

ہندوستان اور پاکستان میں تفسیر نگاری کب شروع ہوئی اور سب سے پہلے کس نے تفسیر لکھی، اس کا تعین کرنا خاصا مشکل ہے اور کوئی ایسی تصنیف موجود نہیں جو اس بنیادی سوال کا جواب دے سکے۔ بہرحال اس خطے میں اس متبرک فن کا آغاز عربی تفسیر نگاری سے ہوا۔

عربی تفاسیر

مختلف حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ پاک و ہند میں سب سے پہلی عربی تفسیر ابوبکر اسحاق بن تاج الدین ابوالحسن (وفات ۷۳۶ھ) نے لکھی جو حنفی المذہب تھے اور ابن تاج کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے جواہرالقرآن کے نام سے عربی میں قرآن شریف کی تفسیر لکھی تھی اور اس کے بعد اپنی تفسیر کا خلاصہ بھی خود ہی جواہرالقرآن فی بیان معانی فی القرآن تحریر کیا تھا۔ جو برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

دوسرا نام جو اس سلسلے میں سامنے آتا ہے، مولانا نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسین قمی نیشاپوری ثم دولت آبادی کا ہے، جو نظام اعرج کے نام سے مشہور تھے۔ نیشاپور سے ترک وطن کر کے دولت آباد میں آ کر آباد ہو گئے تھے اس لئے دولت آبادی کہلائے۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام غرائب القرآن و رغائب الفرقان ہے (مخطوطہ ۲) ان کے لئے بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے عربی میں تفسیر آپ ہی نے مرتب فرمائی۔ ایک دوسری تفسیر بھی لکھی گئی ہے جس کا نام لب التاویل فی تفسیر القرآن ہے اور ایک جلد میں ہے۔ آپ کا سال وفات ۷۲۸ھ بتایا جاتا ہے۔

تاریخی طور پر دو نام اور اس سلسلے میں سامنے آتے ہیں یعنی امیر کبیر سید علی ہمدانی اور امیر کبیر تاتار خاں۔

امیر کبیر سید علی ہمدانی جو ۷۸۱ھ میں ہندوستان آئے اور کشمیر میں قیام کیا۔ ۷۸۶ھ میں وفات پائی۔(۱) انہوں نے ایک عربی تفسیر لکھی تھی جس کا ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔

امیر کبیر تاتار خاں۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو سفر جہاد کے دوران ایک نوزائیدہ بچہ ملا، جس کا نام

سلطان نے تاتار خاں رکھا۔ یہ بچہ آگے چل کر دربارِ سلطانی کا مقرب خاص بن گیا۔ اس نے تفسیر، موسومہ تفسیر تاتار خانی ترتیب دی تھی۔(۲)

فیروز شاہی دور کے مشہور مؤرخ علامہ عفیف نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس تفسیر کا ذکر کیا ہے:

''معتبر راویوں کا بیان ہے کہ اس (تاتار خاں) نے علماء کے ایک گروہ کو جمع کیا اور تفاسیر کو اکٹھا کر کے ہر آیت کے متعلق آئمہ ومفسرین کے تمام اقوال یکجا کر دیے اور ہر مفسر کے نام کی تصریح کر دی یعنی اس طرح اس دور میں موجودہ تفاسیر کو یکجا کر دیا۔''

برصغیر پاک وہند کی عربی تفاسیر (مکمل اور نامکمل) کی ایک فہرست بطور ''ضمیمہ ب'' مولف کی کتاب ''اردو تفاسیر'' مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد میں شامل ہے۔

پاکستان جن علاقوں پر مشتمل ہے، انہیں بھی بعض صاحبانِ تفاسیر کا وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس خطہ خداداد کے پہلے مفسرِ اعظم عَبد بن حُمید بن نصر ہیں۔ آپ علاقہ کس (کچھ) میں دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ ''کچھ'' نہیں جو سندھ کے جنوب میں خلیج کچھ میں واقع ہے۔ یہ ''کس'' یا ''کچھ'' بلادِ سندھ میں واقع تھا۔ ابن حُمید نے ایک عربی تفسیر بھی مرتب کی تھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اس تفسیر کا ایک نسخہ محمد بن مزاحم کے خط میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے اسے متداول ومشہور تفسیر کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ اسے عرب ممالک میں پڑھایا جاتا تھا۔ عبد بن حُمید کے شاگردوں میں ابن جریر طبری، ابن المنذر نیشاپوری، ابن ابی حاتم جیسے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ (دُرمنثور: ج ۶، ص ۴۴۲)

ان کے علاوہ گیارہویں/بارہویں صدی ہجری کے چند بزرگ مفسرین کے اسمائے گرامی بھی درج ذیل ہیں:۔

۱. طاہر بن یوسف سندھی (وفات ۱۰۰۴ھ)
۲. عثمان سندھی (وفات ۱۰۰۸ھ)
۳. شیخ منورالدین لاہوری۔ مترجم بحر مواج (فارسی) بزبان عربی (وفات ۱۰۱۱ھ)
۴. عیسیٰ بن قاسم سندھی (وفات ۱۰۳۱ھ)
۵. شیخ یعقوب صرفی کشمیری (وفات ۱۰۵۸ھ)
۶. عبدالحکیم بن مولانا شمس الدین سیالکوٹی (وفات ۱۰۶۷ھ)
۷. خواجہ معین الدین کشمیری (وفات ۱۰۸۵ھ)
۸. مخدوم عبداللہ، مرتب سندھی تفسیر ہاشمی (وفات ۱۱۷۴ھ)

یہ تفسیر مطبع کریمی۔ بمبئی سے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہو چکی ہے جو ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔(۳)

فارسی تفاسیر

جیسے جیسے اسلام کی ترقی ہوتی گئی اور کلامِ الٰہی کا صحیح مقصود ومفہوم سمجھنے والے علماء مفقود ہوتے گئے اور ساتھ ہی جغرافیائی ضرورتوں کے پیشِ نظر نئے نئے دینی مسائل رونما ہونے شروع ہوئے تو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں علماء نے قرآن کریم کی تشریح وتوضیح کرنی شروع کی۔ قرآنی الفاظ کی وسعت وگہرائی کا تعین کرنے کے لئے اور غیر عرب ممالک میں قرآنِ مجید اور احکام الٰہی کی ترویج کے سلسلے میں عربی زبان کو رواج دینے کی غرض سے عربی لغات، صرف ونحو، قرأت وتجوید، اصول تفسیر اور دوسرے علوم قرآنی نے جنم لیا۔

عربی تفاسیر کا دائرہ تفہیم واستفادہ علماء اور عربی دان طبقے تک محدود تھا۔ اس لئے ایران(۴) کے علاوہ برصغیر میں بھی جہاں مسلمانوں کی علمی اور سرکاری زبان فارسی تھی، فارسی میں تفاسیر لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں اعلیٰ پائے کی فارسی تفاسیر (نثر ونظم میں) لکھی گئیں جس کا سلسلہ عہدِ اکبری سے شروع ہوا۔ فتح اللہ شیرازی (امین الملک عضد الدولہ، عضد الملک امیر دربارِ اکبری وفات ۹۹۷ھ) نے قرآن مجید کی مشہور تفسیر منہج الصادقین فارسی زبان میں لکھی اور خلاصۃ المنہج کے نام سے اس کا خلاصہ بھی لکھا (فتح اللہ شیرازی شیعہ مسلک کے پیرو تھے)۔

علاوہ ازیں فخر الدین رازی (وفات ۶۰۶ھ) کی تفسیر مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ دورِ عالم گیر میں ایک عالم ملا صفی الدین اردبیلی کشمیری نے شہزادی زیب النساء کی فرمائش پر کیا تھا۔ اس ترجمے کا نام ''زبدۃ التفاسیر'' تھا۔ یہ تفسیر کئی جلدوں پر مشتمل تھی، اب نایاب ہے، صرف چھٹے حصے کا بعض کتب خانوں میں پتہ چلتا ہے۔ (چند اور تفاسیر فارسی برصغیر میں تصنیف و ترجمہ ہوئیں جن کی تفصیلات مؤلف کی کتاب اردو تفاسیر کے ضمیمہ (ج) میں ملاحظہ کیجئے۔

مقامی زبانوں میں تفسیر نگاری کی ابتداء

برصغیر پاک وہند کی مقامی زبانوں میں تفسیر نگاری کے آغاز کے سلسلے میں دو تاریخی روایات ہیں:

۱. کشمیر کے ایک راجہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تفسیر مقامی زبان میں تیار کرائی تھی۔(۵) اسی روایت کو ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی تاریخ ادب اردو (۶) میں عجائب الہند مصنفہ بزرگ بن شہر یار (تصنیف ۲۷۰ھ/۸۸۱ء) کے حوالہ سے ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے:

> یہاں کے راجہ نے جو جورا اور کشمیر بالا اور کشمیر زیریں کے علاقوں پر قابض تھا، منصورہ کے امیر منصور عبداللہ بن عمر عبدالعزیز کو خط لکھ کر فرمائش کی کہ ہندی زبان

میں اس کے لئے اسلامی احکام وقوانین کی تفسیر وتشریح کی جائے۔ عبداللہ نے منصورہ کے ایک آدمی کو جو عراق کا رہنے والا تھا لیکن جس کی پرورش وتربیت ہندوستان میں ہوئی تھی، بلایا اور راجہ کی فرمائش بتائی۔ اس عراقی عالم نے ایک قصیدہ تیار کیا اور اس میں وہ تمام باتیں جو راجہ چاہتا تھا، بیان کر دیں اور راجہ کے پاس بھیج دیا۔ راجہ نے اسے بہت پسند کیا اور قصیدہ نگار کو اپنے پاس بھیجنے کی فرمائش کی۔ منصور عبداللہ نے اسے راجہ کے پاس بھیج دیا۔ تین سال بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے بتایا کہ راجہ نے اس سے ''ہندی زبان'' میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کی فرمائش کی تھی جو اس نے پوری کر دی۔ عجائب الہند کے الفاظ یہ ہیں:ان یفسرله شریعة الاسلام بالهندیه شریعتِ اسلام کا ہندی میں حال لکھئے۔ ان یفسرله شریعة القرآن بالهندیة۔ قرآن کا ہندی میں مطلب بیان کریں۔(۷)

۲. ڈاکٹر عبد مہر الحق نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے:

عراقی نے ۲۷۰ھ میں قرآن مجید کا ترجمہ یا تفسیر سندھی زبان میں لکھی۔ ہندوستان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ یہی تھا۔(۸)

ہوسکتا ہے کہ یہ وہی ترجمہ ہو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اردو تفاسیر، آغاز و ارتقاء

اردو نثر میں تصنیف وتالیف کی ابتداء چودھویں صدی عیسوی کی پہلی دہائی میں اسلامی دینی کتابوں سے ہوتی ہے۔ خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (متوفی ۱۴۰۵ء) کا رسالہ اخلاق وتصوف پر ۱۳۰۸ء کی تصنیف بتایا جاتا ہے اور تاریخی طور پر ہم اس رسالہ کو اردو نثر کی پہلی باقاعدہ تصنیف کہہ سکتے ہیں۔

اردو میں قرآن مجید کے تراجم وتفسیر کا سلسلہ سولہویں صدی کی آخری دہائی ردسویں صدی ہجری میں شروع ہوا، لیکن یہ سلسلہ چند سیپاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں تراجم قرآن کے ساتھ تفسیری حاشیوں کا اضافہ کرکے انہیں تفسیروں کا نام دے دیا گیا تھا۔ یہ نام نہاد تفاسیر مخطوطوں کی صورت میں مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے ''اردوئے قدیم'' میں ایسی چند تفسیروں کا ذکر کیا ہے مثلاً:

۱. پارہ عم یتسآءلون کا ترجمہ دسویں صدی ہجری کے آواخر یا گیارہویں صدی ہجری کے آوائل کی تالیف ہے اور بعض قرائن سے اردو میں قرآن مجید کا قدیم ترین ترجمہ شمار کیا جاتا ہے۔ تفسیر کی نوعیت کوئی

خاص نہیں کہیں کہیں تفسیری الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مفسر کا نام معلوم نہیں۔

۲. سورہ یوسف کا ترجمہ وتفسیر۔ یہ بھی دسویں صدی ہجری کے آواخر یا گیارہویں صدی ہجری کے اوائل کا خیال کیا گیا ہے اور گجراتی اردو زبان میں ہے، ان دونوں تراجم وتفاسیر کی اولیت متنازعہ فیہ ہے۔

۳. تفسیر حسینی۔ کاشفی ہروی کی تفسیر کا پرانی دکنی زبان میں ترجمہ ہے۔ اس کے مفسر ومترجم کا نام معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ترجمہ کے سال کا پتا چل سکا لیکن قیاساً یہ گیارہویں صدی ہجری کے آواخر یا بارہویں صدی ہجری کے اوائل کا ترجمہ بتایا گیا ہے۔

۴. تفسیر قرآن مجید از سورہ مریم تا آخر (مع چہل حدیث۔ کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد) یہ دراصل سورہ مریم، طٰہٰ، یٰسین، صفٰت، ص، زمر اور پارہ عم کا ترجمہ وتفسیر ہے اور زبان وبیان کے لحاظ سے قیاساً مابعد گیارہویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔

قدیم اردو تفاسیر کے سلسلے میں "تفسیر سورہ ہود" (کتب خانہ آصفیہ) اور تفسیر سورہ بنی اسرائیل وکہف (کتب خانہ آصفیہ) کا ذکر بھی آتا ہے جو بارہویں صدی ہجری کی تصانیف خیال کی گئی ہیں۔

تفسیر سورہ ہود دراصل تیرہویں پارہ کی تفسیر ہے جس کے متعلق مولوی نصیرالدین ہاشمی نے اپنے مضمون "کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد دکن) میں اردو قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیر پر مطبوعہ رسالہ اردو بابت جنوری ۱۹۵۴ء میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ زبان کے لحاظ سے دسویں صدی ہجری کے آخری دور کی تصنیف معلوم ہوتی ہے لیکن فہرست مخطوطات کتب خانہ آصفیہ میں اسے مابعد گیارہویں صدی کی تصنیف بتایا گیا ہے۔

تفسیر سورہ بنی اسرائیل وکہف بھی پندرہویں پارے کی تفسیر ہے۔ زبان وبیان کے لحاظ سے اسے بارہویں صدی ہجری کے مابعد کی تفسیر کہا جا سکتا ہے اور اس کے مفسر کا تعلق (نامعلوم) شمالی ہند سے معلوم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے (قدیم اردو) ایک اور قدیم تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے جو شاہ مخدوم حسینی کی تصنیف ہے اور اسے تیرہویں صدی ہجری کی تفسیر بتایا ہے۔

مختصراً مندرجہ بالا تفاسیر کے مفسرین کا تعلق دکن سے ہے اور ان کی تفاسیر کی شہرت واستفادہ کا احاطہ بھی اغلباً دکن تک ہی محدود رہا ہوگا۔ اس کے علاوہ بیشتر مذکورہ تفاسیر کے مفسرین اور تواریخ تصنیف بھی نامعلوم ہیں۔

علاوہ متذکرہ بالا دکنی تفاسیر کے چند دیگر تفاسیر کا ذکر کرنا بھی ناگزیر ہے جو بارہویں صدی کی چوتھی دہائی سے اس صدی کے اختتام تک تصنیف ہوئیں:

۱. قاضی محمد معظم۔ تفسیر ہندی (۱۱۳۱ھ۔۱۷۱۸ھ)

۲. بصائر القرآن از نکہت شاہ جہاں پوری (۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء)

۳. تفسیر تنزیل از بابا قادری (۱۱۴۷ھ/۱۷۳۴ھ)
۴. خدائی نعمت المعروف بہ تفسیر مرادیہ (تفسیر سورۂ فاتحہ وپارہ عم) از شاہ مراد اللہ سنبھلی (۱۱۸۵ھ/۱۷۷۰ھ)
۵. تفسیر وہابی از دلیر جنگ ۴ جلد (۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ھ)
۶. کوکب دری از جمال الدین خاں (۱۲۰۱ھ/۱۷۸۸ھ)

بہر حال شمالی ہند میں پہلی باقاعدہ اور معیاری اردو تفسیر نگاری کی ابتداء بارہویں صدی ہجری کے اواخر سے ہوئی۔ شمالی ہند کی پہلی مقبول عام تفسیر شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی (۹) کی تفسیر ''خدائی نعمت'' معروف بہ ''تفسیر مرادی'' ۱۴ محرم ۱۱۸۵ھ کو اختتام پذیر ہوئی (خدائی نعمت تاریخی نام ہے) یہ تفسیر متعدد بار طبع ہوئی جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ صرف پارہ عم کی تفسیر ہے اور تقریباً تین سوصفحات پر مشتمل ہے۔ (۱۰)

شاہ مراد اللہ پہلے اردو مفسر ہیں جنہوں نے تفسیر مرادیہ کے دیباچہ میں روز مرہ کی زبان (اردو) لکھنے کی وجہ یہ بتائی ہے:

> کروڑوں مسلمان جو ہندی زبان بولتے ہیں عربی اور فارسی زبان سے کچھ واقف نہیں ہیں اور اسی لئے جن لوگوں نے متن قرآن پڑھا تھا..... ان کو قرآن کی آیتوں کی تفسیر ہندی زبان میں معنی سناؤ تا تھا سننے والے مرد بیبیاں بہت اخلاص سے، شوق سے سنتے تھے.... اس حال میں بعض اخلاص مندوں نے کہا جو ہم کو بھی قرآن کی آیتوں کی تفسیر معلوم رہتی، سورتوں کے معنی یاد رہتے تو کیا خوب بات ہوتی... اوس وقت اللہ تعالیٰ نے اون کے سچے شوق اور اخلاص کی برکت سے اس عاجز بندے خاکسار کے دل میں یہ بات ڈال دی جو اس ہندی تقریر کو وہی بات جو عربی، فارسی تفسیروں کے بیان میں زبان سے نکلتی ہے اوس ہی تقریر کو کاغذ کے اوپر قلمبند کرکے، لکھ کر اون کو پڑھا دیجئے تو دین کے علوم کی باتیں اون کے اوپر خوب طرح سے معلوم ہو جاویں۔ یاد رہیں، کام آویں.....اچھے عمل کرنے کا شوق بڑھ جاوے.. .(۱۱)

اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ قرآن پاک اور تفسیر'' موضح قرآن'' کو ہم اردو زبان میں پورے قرآن پاک کی پہلی مکمل تفسیر کہہ سکتے ہیں۔ جو تفسیر مرادیہ کے پورے بیس سال بعد ۱۲۰۵ھ میں تصنیف ہوئی لیکن زبان وبیان کے اعتبار سے دونوں تفاسیر ایک دوسرے سے بہت قریب معلوم ہوتی ہیں۔

اردو منظوم تفاسیر کے سلسلے میں ''تفسیر مرتضوی منظوم'' کو اولیت حاصل ہے۔ جس کے مصنف شاہ غلام مرتضیٰ جنون الہ آبادی ہیں۔ (۱۲) یہ بھی صرف پارہ عم کی منظوم تفسیر ہے، اور ۱۱۹۴ھ میں مکمل ہوئی تھی۔ (۱۳) اور متعدد بار طبع ہوئی۔

تیرہویں صدی ہجری کے آغاز سے برصغیر پاک و ہند میں اردو تفسیر نگاری کا روشن دور شروع ہوا۔ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ شاہ رفیع الدین دہلویؒ (۱۴) کے اردو ترجمے ۱۱۹۰ھ کے پندرہ سال بعد ان کے بھائی شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ قرآن مجید مع اردو تفسیر موضح قرآن (۱۵) کی تصنیف عمل میں آئی اور مبدء فیاض سے شہرت دوام کا درجہ عطا ہوا۔

شاہ عبدالقادر کی تفسیر موضح قرآن ۱۲۰۵ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی اور ۱۲۰۶ھ میں سید شاہ حقانی نبیرہ شاہ برکت اللہ مارہروی کی تفسیر قرآنی ''موسومہ'' ''تفسیر حقانی'' مکمل ہوئی لیکن ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ (۱۶)

یہ دریائے فیض دو سو سال سے (موضح قرآن سے شروع ہو کر) اپنی بھرپور روانی کے ساتھ جاری ہے۔ ہمارا دور اردو تفسیر نگاری کا روشن ترین دور ہے جس میں سر سید احمد خان، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا شبیر احمد عثمانی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مفتی محمد شفیع، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا عبدالماجد دریا بادی وغیرہم جیسے جلیل القدر اردو مفسرین نے اردو زبان میں فن تفسیر نگاری کو چار چاند لگا دیئے۔ علاوہ ازیں عربی و فارسی کی بہت سی مہتم بالشان تفاسیر کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِد فَزِد۔

حواشی

۱. ۷۹۹ھ میں بعہد فیروز شاہ تغلق وفات پائی۔

۲. تفسیر رحمانی۔ ۲ج مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ

۳. تیرہویں صدی ہجری کے مشہور مفسرین:۔

☆ نواب مرتضیٰ احمد بخاری (وفات ۱۲۰۵ھ) لاہور کے گورنر تھے

☆ جان محمد لاہوری (وفات ۱۲۶۸ھ) ☆ حسین علی بن حافظ میاں محمد حنفی (وفات ۱۲۸۲ھ)

۴. چھٹی صدی ہجری میں شیخ ظہیر الدین ابو جعفر محمد بن محمود نیشاپوری (وفات ۵۷۷ھ) نے ایک عمدہ فارسی تفسیر موسومہ ''البصائر فی تفسیر'' کئی جلدوں میں لکھی تھی جس کا ایک مخطوطہ مرقومہ ۶۸۲ھ رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ایک اور قدیم فارسی تفسیر کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ علی بن محمد شاہ رودی بطالہ (وفات ۵۷۸ھ) تفسیر الحمدیہ۔ ۲ج

۵. تاریخ مسلمانان پاک و ہند ص ۱۰۷

۶۔ تاریخ ادب اردو از ڈاکٹر جمیل جالبی۔ حصہ اول ص ۶۷۵

۷۔ عجائب الہند از بزرگ بن شہریار ص ۳۔ بحوالہ نقوش سلیمانی۔ ص ۵۹، ص ۲۱۔ مطبوعہ کراچی۔ بعض مورخین نے مذکورالصدر راجہ کا نام مہروک بن رائق لکھا ہے جو ۲۷۰ھ/۸۸۴ھ میں (موجودہ روہڑی سے چار میل مغرب میں واقع) الور کا حکمران تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود بتائے جاتے ہیں

۸۔ ملتانی زبان ص ۳۲۱

۹۔ شاہ مراد اللہ انصاری نقشبندی حنفی سنبھل ضلع مراد آباد محلہ میاں سرائے کے رہنے والے تھے۔ اس خاندان کے ایک فرد امین الدولہ انصاری جہاندادشاہ، فرخ سیر اور محمد شاہ کے دور کے امرا میں سے تھے۔

۱۰۔ تفسیر مرادیہ کی طباعت: پہلی بار ۱۲۴۷ھ (نستعلیق ٹائپ میں) ہوگلی (کلکتہ) ۱۲۵۱ھ (مطبع عالم افروز۔کلکتہ) ۱۲۵۸ھ، (مطبع محمدی بمبئی) ۱۲۶۰ھ (نستعلیق ٹائپ میں) (مطبع انوری، کلکتہ) ۱۲۸۴ھ، (مطبع حیدری، بمبئی) ۱۲۸۰ھ (مطبع برکتی بمبئی)۔

۱۱۔ منقول از تاریخ ادب اردو مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔ جلد دوم حصہ دوم ص ۱۰۴۴ مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔ ۱۹۸۲ء

۱۲۔ شاہ غلام مرتضیٰ جنون کا شمار عہد شاہ عالم کے مقتدر شعرا میں ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو: گلشن بے خار از شیفتہ، تذکرہ گلشن سخن از مراد علی مبتلا، ریاض الفصحا از مصحفی، خمخانۂ جاوید از سری رام دہلوی وغیرہ۔

۱۳۔ ۱۲۵۹ھ میں طبع ہوئی۔

۱۴۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر دونوں شاہ عبدالعزیز محدث ابن شاہ ولی اللہ دہلوی کے چھوٹے بھائی ہیں۔

۱۵۔ شاہ عبدالقادر دہلوی کی تفسیر کا صحیح نام ''موضح قرآن'' ہے۔ عام طور سے لوگ ''ال'' کے ساتھ ''موضح القرآن'' لکھتے ہیں جو غلط ہے۔ ''موضح قرآن'' تاریخی نام ہے جس سے سنہ تصنیف کے اعداد ۱۲۰۵ھ نکلتے ہیں۔

۱۶۔ بحوالہ'' تاریخ نثر اردو بنام نمونہ منثورات از مولانا احسن مارہروی۔ علی گڑھ یونیورسٹی پریس ۱۹۳۰۔

☆☆☆☆☆